حضرت خواجہ رکن الدین قدس سرہُ العزیز

(خلیفہ خاص سید محمد امین شاہ قدس سرہ)

تعارف:

آپ ۱۳۶۶ھ بمطابق ۱۸۴۶ء موضع ماچھیکے سندھواں ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام مولانا نور محمد اور جدامجد کا نام عمر بخش تھا جو سلسلہ قادریہ (شیر گڑھ ضلع ساہیوال) کے خلفاء میں سے تھے۔

خواجہ رکن الدین مسند آلومہار شریف کے تاجدار قطب العالم حضرت خواجہ سید چنن شاہ قدس سرہ کی دعا سے پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے کانوں میں اذان حضرت خواجہ عمر بخش نے کہی اور اپنے خادم کو آلومہار شریف خوشخبری سنانے کے لئے بھیج دیا۔ بچے کی پیدائش کی خبر سن کر حضرت خواجہ سید چنن شاہ آلومہار شریف سے موضع ماچھیکے تشریف لائے اور کوئی میٹھی چیز چُوس کر بچے کے مُنہ میں ڈالی۔

آپ کا اسم گرامی رُکن الدین تجویز کیا گیا جو واقعتاً بعد میں رکن الدین ہی ثابت ہوا اور اسم بامسمیٰ ٹھہرا۔

بالائے سرش ز ہوشمندی

می تافت ستارہ بلندی

بچپن اور تعلیم و تربیت:

آپ نے قرآن پاک اپنے والد گرامی مولانا نور محمد سے پڑھا اور ابتدائی دینی تعلیم حضرت میاں غلام محمد علیہ الرحمہ سے حاصل کی جو موضع نتھ والا ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور فوج کی ملازمت چھوڑ کر خدمت دین کے سلسلے میں یہاں مقیم ہو گئے تھے اور ایک عالیشان مسجد اور درسگاہ قائم کر رکھی تھی۔ اس مسجد میں مولانا نور محمد، میاں غلام محمد، میاں خیر محمد اور میاں قادر یار شاعر وغیرہ حضرت خواجہ سید چنن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے جن میں میاں قادر یار مرحوم حضرت چنن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور صحبت سے پنجاب کے ایک مشہور پنجابی شاعر اور صوفی بزرگ جانے جاتے ہیں۔

سلسلہ نسب اور خاندانی حالات:

خواجہ رکن الدین نسبتاً صدیقی ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔ جب محمد بن قاسم سندھ فتح کر کے واپس چلے گئے تو سندھ کی عنان اقتدار جن لوگوں کے ہاتھوں میں آئی وہ حضرت خواجہ رکن الدین کا خاندان تھا اسی حکمران خاندان نے اپنے دور حکومت میں دریائے سندھ کے کنارے ایک شہر آباد کیا جس کا نام منصورہ تھا۔ اس خاندان میں شاہی اور فقیری کے دونوں سلسلے برابر چلتے رہے۔

اس خاندان کے سندھ پر حکمرانی کرنے والے افراد میں شہزادہ شمس الدین عرف ڈول بابا بادشاہ کا نام خاصا مشہور ہوا جس نے عشق مجازی میں مبتلا ہو کر سلطنت کو خیر آباد کہہ دیا۔ اسی شہزادے پر یہ سلطنت زوال پذیر ہوئی اور اسی کے بعد فقر و درویشی کا سلسلہ شروع ہوا۔ غالباً قدرت کو اس خاندان سے دینی و روحانی کام لینا مقصود تھا چنانچہ اسی شہزادے کی اولاد سے ایک بلند پایہ صاحب کرامت بزرگ پیدا ہوئے۔ جن کا مزار سندھ میں سکھر کے پُل کی مغربی جانب دریا میں واقع ہے۔

اس کے بعد قانون عروج و زوال کے مطابق یہ خاندان کئی حصوں میں بٹ گیا۔ کچھ لوگ سرداری اور جاگیرداری کے نظام سے وابستہ ہو گئے اور خاندان کا ایک حصہ خالص فقر و درویشی اور خدمت اسلام کی طرف مائل ہو گیا۔ اس خاندان کے ایک بزرگ حضرت خواجہ آسائش علیہ الرحمتہ اللہ کو چک ابوالخیر، چک ہندو اور چک وڑائچ آبائی ورثے میں بطور جاگیر ملا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت رحمت علی اور آپ کے پوتے حضرت خواجہ عمر بخش رحمتہ اللہ علیہ غلبہ فقر اور جذبہ ترک دنیا کی بنا پر جاگیر کو چھوڑ کر خلوت گزینی اختیار کر لی تھی اور سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے رزق حلال کے لئے تجارت کا سلسلہ شروع کیا اور موضع ماچھیکے سندھواں ضلع گوجرانوالہ کو تجارت کے لئے موزوں مقام سمجھ کر یہاں سکونت اختیار کر لی۔

موضع ماچھیکے کا محل وقوع:

حضرت خواجہ کا آبائی گاؤں موضع ماچھیکے سندھواں ہے جو ضلع گوجرانوالہ کے ایک مشہور قصبہ ایمن آباد سے تین چار کلومیٹر پر واقع ہے اُس دور میں ایمن آباد اور ماچھیکے اس شاہراہ اعظم کے قریب واقع تھے جو لاہور سے پشاور کی طرف جاتی تھی جسے شیر شاہ سوری نے بنوایا تھا اسی طرح ایک شاہراہ جموں کشمیر (سری نگر) کو جاتی تھی۔ موضع ماچھیکے میں شارع عام پر چوکی عالمگیری واقع تھے تجارتی اعتبار سے یہ مقام خاصی اہمیت کا حامل تھا اسی لئے حضرت خواجہ عمر بخش رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں سکونت اختیار کی۔

بیعت و خلافت:

خواجہ صاحب کا بچپن چونکہ اولیاء کرام کے زیر تربیت گزر رہا تھا کبھی حضرت خواجہ سید چنن شاہ آلومہار شریف سے تشریف لاتے تو گود میں اٹھا لیتے۔ سر پر دست شفقت پھیرتے اور دعائیں دیتے اور کبھی خواجہ عمر بخش اور مولانا نور محمد کی تربیت کا رنگ چڑھتا رہتا اور میاں غلام محمد کی تربیت کا اثر گہرا ہوتا رہتا۔ یہ خاندان علمی اور روحانی عظمتوں کا حامل تھا خاندانی نسبت اور علماء و اولیاء کی صحبتیں سونے پر سہاگہ کر گئیں۔ اس لئے عادات و اطوار میں آپ بچپن ہی سے دوسرے بچوں سے مختلف تھے عام کھیل کود میں حصہ نہ لیتے اور شرم و حیا کے پیکر تھے دوران تعلیم اکثر آنکھیں نم رہتیں، درد و سوز کی کیفیت نمایاں نظر آتی۔

جب عمر بارہ برس ہوئی تو غلبہ شوق نے آ گھیرا، حضرت کی محبت نے دل میں ڈیرا جمایا تو درس و کتاب کو چھوڑ کر ایک رات نماز عشاء کے بعد ماچھیکے سے نکل کھڑے ہوئے اور بارہ کوس کا فاصلہ طے کر کے نماز تہجد سے پہلے آلومہار شریف پہنچے گئے اور حضرت خواجہ سید چنن شاہ کے حجرہ اقدس کے باہر بغیر دستک دیئے پیکر ادب بن کر دست بستہ کھڑے ہو گئے ادھر آپ نے نماز تہجد کے لئے وضو سے فارغ ہو کر خادم سے فرمایا کہ جاؤ باہر دیکھو کوئی بچہ کھڑا ہے؟ خادم نے جھانک کر دیکھا تو عرض کیا حضور! ایک چھوٹا سا لڑکا ہے۔ آپ فوراً باہر تشریف لے آئے خواجہ صاحب کو سینے سے لگا کر فرمایا بیٹا!

آج ساری رات تم نے ہمیں بے قرار رکھا ہے سخت سردی کا موسم ہے آؤ میرے بستر پر آرام کرو خود نماز تہجد میں مصروف ہو گئے لیکن خواجہ صاحب کو آرام کہاں، جذب و مستی کے عالم میں وجد کناں حضور قبلہ عالم کے چہرے کو دیکھتے رہے اور نماز فجر سے فارغ ہو کر آپ نے اپنی روحانی فرزندی اور بیعت میں شامل فرمالیا اور حضرت خواجہ سید امین شاہ رحمتہ اللہ کو بلا کر فرمایا:

یہ بیٹا میں آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ میں نے اپنی نے اپنی طرف سے جو حصہ اور فیض اس کے مقدر میں تھا دے دیا ہے اب اس کی ظاہری و باطنی تکمیل و خلافت تمہارے ذمہ ہے۔

چنانچہ حضرت خواجہ رکن الدین رحمتہ اللہ علیہ یہیں کے ہو کر رہ گئے اور حضرت شمس الہند قدس سرہ خدمت و ملازمت میں وضو کی ڈیوٹی پر مامور ہو گئے اور بے شمار روحانی کمالات حاصل کیے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ ثانی سید محمد امین شاہ قدس سرہ کی خدمت و صحبت اختیار کر لی اور تمام خاندانی امور اور آستانہ عالیہ کے انتظامی معاملات آپ کے سپرد کر دیئے۔ عمر کے آخری ایام میں آپ نے حضرت خواجہ رکن الدین کو خلافت سے نوازا اور بغرض تبلیغ وارشاد کشمیر کے علاقہ جموں میں بھیجا۔

کرامات:

آپ کی کرامات کا سلسلہ خاصا وسیع ہے یہاں چند کرامات درج ذیل ہیں۔

حضرت خواجہ رکن الدین رحمتہُ اللہ علیہ نے کشمیر کے علاقہ میں ظاہری و باطنی فیوض و برکات تقسیم کرنا شروع کر دیئے، طالبانِ حق آپ کی طرف رجوع کرنے لگے آپ اس قدر صاحبِ جلال وجذبہ واقع ہوئے کہ جو شخص آپ کے حلقہ بیعت میں داخل ہوتا پہلی توجہ سے ہی مجذوب ہو جاتا۔ آپ نے اس علاقہ کے پچاس افراد کو بیعت کیا وہ سارے ہی مجذوب ہو گئے جب حضرت ثانی خواجہ سید امین شاہ قدس سرہ کو اس بات کا علم ہوا تو اُنہوں نے فوراً آپ کو واپس بلا لیا اور حکم دیا کہ تم صرف تبلیغ کر سکتے ہو، بیعت کا سلسلہ تمہارے ایک فرزند کے سپرد کیا جائے گا۔

دربار رسالت سے دوبارہ زندگی عطا ہوئی:

حضرت ثانی قدس سرہ کے حکم کے مطابق آپ کے صاحبزادہ والا جاحضرت سید محمد حسین شاہ رحمۃُ اللہ علیہ کی شادی کے تمام امور حضرت خواجہ رکن الدین رحمۃُ اللہ علیہ کے سپرد تھے۔انہی دنوں پنجاب میں طاعون کی وباء پھیل چکی تھی۔حضرت خواجہ صاحب بھی طاعون کی وبا میں مبتلا ہوگئے،موضع نتھو کوٹ کے نزد مرید کے برات کے ہمراہ پہنچے،فریضہ نکاح انجام پذیر ہوا اور واپسی پر بذریعہ ریل برات جب گوجرانوالہ پہنچی تو خواجہ صاحب طاعون کے پھوڑے کی شدت سے نڈھال ہوکر بے ہوش ہوگئے۔حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ نے برات کو گوجرانوالہ ٹھہرنے اور خواجہ صاحب کے علاج معالجے کا حکم دیا چنانچہ حضرت حافظ امام دین رحمۃُ اللہ علیہ (امام مسجد شیخ غلام رسول کچا دروازہ گوجرانوالہ) کے ہاں چند گھنٹے قیام کے بعد بارات کو آلومہار شریف روانہ ہونا پڑا اور خواجہ صاحب کی نگہداشت کے لئے حافظ امام دین صاحب کو مامور کیا ادھر گوجرانوالہ کے طبیبوں نے مرض لاعلاج قرار دیا اور اُدھر باراتیوں نے آلومہار شریف پہنچتے ہی حضرت قبلہ خواجہ سید محمد امین شاہ کی خدمت میں صورت حال کی نزاکت عرض کی اور خواجہ رکن الدین رحمۃُ اللہ علیہ،حافظ امام دین صاحب کے ہاں رات ایک بجے وصال فرما گئے۔

جونہی حضرت خواجہ ثانی کو حضرت رکن الدین رحمۃُ اللہ علیہ کی شدید علالت کی خبر ملی آپ کو بے حد تشویش اور وضوفرما کر سیدھے حضرت خواجہ سید چنن شاہ رحمۃُ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوکر دعا مانگی اور کافی دیر مراقب رہنے کے بعد نہایت خوشی کے عالم میں خدام کو تسلی آمیز خبر سنائی اور حکم دیا کہ جلدی گوجرانوالہ پہنچیں اور خواجہ صاحب کو فوراً جس حالت میں بھی ہوں آلومہار شریف لے آئیں۔انشاء اللہ فضل وکرم ہوگا اس طرح خواجہ رُکن الدین نے ٹھیک تین بجے آنکھیں کھول کر اپنے سرہانے مغموم حالت میں بیٹھے ہوئے حافظ امام دین صاحب کو السلام علیکم کہا حافظ صاحب حیرت میں مُبتلا ہوگئے.....چونک کر بولے حضرت آپ تو وصال فرما چکے تھے یہ کیا صورتحال ہے؟ فرمایا یہ درست ہے مگر میرے ساتھ عجیب معاملہ پیش آیا کہ عالم مدہوشی میں میرے پاس چند نورانی صورت والے بزرگ تشریف لائے اور میرا بازو پکڑ کر فرمانے لگے ہم اللہ کے حکم سے یہاں تشریف لائے ہیں اور تمہیں رسول کریم ﷺ کے دربار میں پیش کرنا ہے فوراً ہمارے ساتھ چلو میں خوشی خوشی ان کے ساتھ روانہ ہوا اور دربار رسالت میں حاضری ہوگئی،قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قبلہ خواجہ سید چنن شاہ اور حضرت خواجہ سید امین شاہ قدس اللہ اسرارھما بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہیں اور عرض کررہے ہیں یارسول اللہ ﷺ ابھی ہمیں خواجہ رکن الدین کی ضرورت ہے چنانچہ حضور سرور کائنات ﷺ نے ان بزرگوں سے فرمایا کہ خواجہ رکن الدین کو ان کے مقام پر پہنچادو ان کی باری نہیں ابھی ہم نے ان سے دنیا میں کچھ کام لینے ہیں، نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق وہ بزرگ مجھے یہاں چھوڑ گئے ہیں، میں نے آنکھ کھولی تو آپ کو روتے دیکھ رہا ہوں۔حافظ صاحب نے جب یہ باتیں سُنیں تو بے ساختہ وجد کی حالت میں اللہ اکبر کے نعرے لگانے لگے۔

وصال:

حضرت خواجہ رکن الدین نے ۱۳۰ برس کی طویل عمر پا کر ۱۹۵۵ء میں وفات پائی۔ نماز عشاء پڑھتے ہوئے نماز کے آخری سجدے میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ روحانی تبلیغی دورے کے سلسلے میں منڈی فیض آباد مقیم تھے وہیں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت خواجہ صوفی محمد علی قدس سرہ (آپ کے فرزند ارجمند اور خلف الرشید) نے آپ کو گوجرانوالہ لا کر کلاں قبرستان کے ایک کونے میں دفن فرمایا۔ جہاں آج کل ایک عظیم روحانی خانقاہ، مسجد اور دینی درسگاہ قائم ہے۔ خلق خدا کثیر تعداد میں اس چشمہ صافی سے فیض یاب ہو رہی ہے اور یہیں پر آپ کا سالانہ عرس مبارک ۲۶ مارچ کو ہر سال انتہائی تزک و احتشام سے منعقد ہوتا ہے۔